© rasailojaraid.com

تتساوی فیھا الملل فلا یصح علیھا النسخ کمعرفۃ اللہ تعالیٰ
ونحو ذلک من نحو ما دلّ علیہ قولہ ۔ ومن یکفر باللہ وملٰئکتہٖ
وکتبہٖ ورُسُلِہٖ والیوم الآخر (۴ : ۱۳۶) ۔ قال بعضھم سمیت
الشریعۃ شریعۃً تشبیھًا بشریعۃ الماء من حیث ان من
شرع فیھا علی الحقیقۃ المصدوقۃ رویَ وتطھّر قال واعنی
بالریّ ما قال بعض الحکماء کنت أشرب فلا اروی فلمّا عرفت
اللہ تعالیٰ رویت بلا شربٍ وبالتطھّر ما قال تعالیٰ انما یرید
اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا
(۳۳ : ۳۳) ۔ وقولہ تعالیٰ اذ تاتیھم حیتانھم یوم سبتھم
شُرَّعًا جمع شارع ۔ وشارعۃ الطریق جمعھا شوارعُ و
أَشْرَعْتُ الرُّمْحَ قِبَلَہٗ وقیل شرعتہ فھو مشروعٌ وشرعت
السفینۃ جعلتُ لھا شراعًا ینفذھا وھم فی ھذا الامر
شرعٌ ای سواءٌ ای یشرعون فیہ شروعًا واحدًا وشرعک
مِن رجلٍ زیدٌ کقولک حسبک ای ھو الذی تشرع فی امرہٖ
او تشرع بہ فی امرک ۔ والشرع خصّ بما یشرع من الاوتار
علی العود ۔

ترجمہ : شرع کے معنی ہیں وہ سیدھا راستہ جو واضح ہو کہا جاتا ہے " میں نے اس کے لیے واضح راستہ مقرر کر دیا ۔ شرع اصل میں مصدر ہے پھر بطور اسم کے بولا جانے لگا ۔ اس راستے کے لیے جو واضح ہو ۔ چنانچہ واضح راستہ کو شَرْعٌ اور شِرْعٌ اور شریعۃٌ کہا جاتا ہے ۔ اور استعارہ کے طور پر طریق الٰہیہ کے لیے

ع۵ (المفردات فی غریب القرآن ۔ ص ۲۵۹) امام راغب اصفہانی ۔ ترجمہ محمد عبداللہ الفلاح فیروزپوری ۔ مطبع اردو پریس لاہور ۱۹۶۳ء ص ۴۷۶ تا ۴۷۷)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ الفاظ بولے جاتے ہیں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا شرعۃ (ایک دستور) ومنھاجاً (ایک طریق) ۔ اس سے دو باتوں کی طرف اشارہ ہے ۔ ایک وہ راستہ جس پر اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو مسخر کر رکھا ہے کہ انسان اسی راستے پر چلتا ہے جس کا تعلق مصالح عباد اور شہروں کی آبادی سے ہے : چنانچہ اس کی طرف اشارہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے : اور ہم نے ہر ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے تاکہ ایک دوسرے سے خدمت لے (۴۳ : ۳۲) ۔ دوسرا راستہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے مقرر فرما کر حکم دیا ہے کہ انسان اپنے اختیار سے اس پر چلے۔ جس کے بیان میں شرائع کا اختلاف پایا جاتا ہے اور اس میں نسخ ہوتا رہا ہے ۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے : پھر ہم نے تمہیں دین کے کھلے راستہ پر قائم کر دیا تو اسی کی اتباع کرتے رہو ۔ (۴۵ : ۱۸) ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں : (شرعۃ سے مراد وہ احکام ہیں جو قرآن مجید میں وارد ہوئے اور منہاج سے مراد وہ احکام ہیں جو سُنّت نبوی میں آئے) ۔ اس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر کیا جس کے اختیار کرنے کا حکم دیا تھا (۴۲ : ۱۳) ۔ دین کے ان اصولوں کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو تمام مللؑ میں یکساں طور پر پائے جاتے ہیں ۔ اور ان میں فسخ نہیں ہو سکتا ۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور وہ امور جن کا بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے : اور جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن سے انکار کرے (۴ : ۱۳۶) ۔ بعض نے کہا ہے کہ شریعت کا لفظ شریعت الماء سے ماخوذ ہے جس کے معنی پانی کے گھاٹ کے ہیں اور شریعت کو شریعت اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی صحیح حقیقت پر مطلع ہونے سے سیرابی اور طہارت حاصل ہو جاتی ہے ۔ سیرابی سے مراد معرفتِ الٰہی ہے جیسا کہ بعض حکماء کا قول ہے وہ پیتا رہا لیکن سیر نہ ہوا ۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو گئی تو بغیر پینے کے سیری حاصل ہو گئی ۔ اور تطہیر سے مراد وہ طہارت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے : اے پیغمبرؐ کے اہل بیتؓ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ تم سے ناپاکی میل کچیل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دور کر دے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے (۳۳ : ۳۳)۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول : اس وقت ان کے ہفتے کے دن مچھلیاں ان کے سامنے پانی کے اوپر آئیں (۷ : ۶۳)۔ اس آیت میں شُرَّعًا کا لفظ شَارِعٌ کی جمع ہے ۔ اور شَارِعَۃُ الطَّرِیْقِ کی جمع شَوَارِعُ آتی ہے۔ جس کے معنی کھلی سڑک ہیں ۔ اَشْرَعْتُ الرُّمْحَ قِبَلَہٗ کے معنی ہیں ۔ میں نے اس کی جانب نیزہ سیدھا کیا ۔ بعض نے شَرَعْتُہٗ فَھُوَ مَشْرُوْعٌ کہا ہے ۔ اور شَرَعْتُ السَّفِیْنَۃَ کے معنی ہیں کہ میں نے جہاز پر بادبان کھڑا کیا ۔ جو اسے آگے چلاتا ہے ۔ ھُمْ فِیْ ھٰذَا الْاَمْرِ شَرْعٌ یعنی وہ سب اس کام میں برابر ہیں ۔ یعنی انہوں نے اسے ایک ہی وقت میں شروع کیا ہے ۔ اور شَرْعُکَ مِنْ رَجُلٍ زَیْدٌ بمعنی حَسْبُکَ ہے یعنی زید ہی اس قابل ہے کہ تم اس کا قصد کرو یا اس کے ساتھ مل کر اپنا کام شروع کرو۔ اَلشِّرْعُ ۔ بربط کا وہ تار جس سے راگ شروع کیا جاتا ہے ۔

شریعت کے اصطلاحی معنی

صاحب مختار الصّحاح نے شریعت کے اصطلاحی معنیٰ یہ بیان کیے ہیں :

"اَلشَّرِیْعَۃُ مَا شَرَعَ اللہُ تَعَالٰی لِعِبَادِہٖ" مِنَ الدِّیْنِ ۔

شریعت سے مراد وہ احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے بطور ضابطہ حیات جاری فرمائے ہیں ۔

ابن منظور افریقی اور محمد مرتضیٰ زبیدی نے شرع کے اصطلاحی معنیٰ یہ بیان کیے ہیں :

مَا سَنَّ اللہُ مِنَ الدِّیْنِ لِلْعِبَادِ وَاَمَرَ بِہٖ ۔

(بندوں کے لیے زندگی گزارنے کا وہ طریقہ جسے اللہ تعالیٰ نے تجویز اور بندوں کو اس پر چلنے کا حکم دیا۔) جیسے نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ اور جملہ اعمالِ صالحہ ۔

---

۵۷ (مختار الصحاح ۔ امام محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر رازیؒ مطبع امیریہ ۔ قاہرہ ۱۹۲۲ء)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عبد النبی احمد نگری، دستور العلماء کی دوسری جلد ص ۲۰۹ پر شریعت کے اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شرع اور شریعت سے مراد دین کے وہ معاملات ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے ظاہر فرمائے اور جن کا حاصل وہ متعارف طریقہ یا ضابطۂ حیات ہے جو حضور نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

لفظ شریعت یا شریعت اسلامیہ جب دنیا کے مروّج قوانین کے مقابلے میں مستعمل ہو تو اس سے مراد وہ تمام احکام ہوتے ہیں جن پر دینِ اسلام مشتمل ہے اور جو فقہ اسلامی کے ماخذ اربعہ یعنی کتاب اللہ، سنّت رسول اللہؐ اجماعِ اُمت اور قیاس کی بنیاد پر قائم و مشتمل ہیں۔

(عبد القادر عودہ۔ مقدمۃ التشریع الجنائی الاسلامی)

(المحمصانی۔ مقدمہ فلسفۃ التشریع فی الاسلام)

احمد حسن الخطیب۔ مؤلف فقہ الاسلام۔ مطبوعہ قاہرہ ۱۹۵۲ء صفحہ ۹ پر شریعت اسلامی اور فقہ کے عملی احکام کو مترادف اور ہم معنی قرار دیتے ہیں الآمدی بھی احکام فی اصول الاحکام۔ جلد اوّل ص ۷، میں علم الفقہ کی تعریف اور موضوع کا تعین کرتے ہوئے اسی رائے کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔

شارعِ حقیقی اللہ جل شانہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جو شریعت عطا فرمائی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے عطا فرمائی ہے اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت بھی شارعِ کی ہے۔

ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ شریعت، دین، مِلّت اور مذہب میں کیا فرق ہے۔

شریعت کے لغوی اور اصطلاحی معنی تو اوپر بیان کر دیے گئے ہیں۔ لفظِ دین لغوی اعتبار سے متعدد معنوں میں مستعمل ہے: مثلاً جزا دینا۔ محاسبہ کرنا۔ فیصلہ دینا غالب آنا۔ فرمانبرداری کرنا نافرمانی کرنا۔ ذلیل ہونا۔ عادت، سیرت وغیرہ۔

دین کے اصطلاحی معنیٰ

صاحب تاج العروس لکھتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَضْعٌ اِلٰهِيٌّ يَدْعُو اَصْحَابَ الْعُقُوْلِ الىٰ قَبُوْلِ مَا هُوَ مِنَ الرَّسُوْل (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

(اللہ تعالیٰ کا تجویز فرمودہ وہ نظام جو عقلمندوں کو اس چیز کے قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے)۔

سیّد شریف جرجانی اپنی کتاب "التعریفات" مطبوعہ بیروت ۱۹۶۹ء میں دین اور ملّت کے بارے میں لکھتے ہیں:

اَلدِّيْنُ وَالْمِلَّةُ مُتَّحِدَانِ بِالذَّاتِ وَمُخْتَلِفَانِ بِالْإِعْتِبَارِ

دین اور ملّت کے معنی میں ذاتی فرق نہیں بلکہ تعریف کے لحاظ سے فرق ہے۔

الشّريعة من حيث انها تطاع تسمّى دينًا۔

شریعت کا نام اس حیثیت سے کہ اس کی اطاعت کی جاتی ہے دین ہے۔ قبر میں منکر نکیر کے سوال "ما دینك" کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تم کس شریعت پر عمل پیرا رہے۔

ومن حيث انها تجمع تسمّى بها الملّة۔

اور اس حیثیت سے کہ اس کی تدوین و ترتیب کی جاتی ہے اس کا نام ملّت ہے۔

ومن حيث انها ترجع اليها تسمّى مذهبًا۔

اور اس حیثیت سے کہ اس کی طرف سب رجوع کر رہے ہیں اس کا نام مذہب ہے۔ یعنی مرجع ہونے کے اعتبار سے شریعت کا نام مذہب ہے۔

اَلدِّيْنُ منسوبٌ اِلَى اللّٰه وَالْمِلَّةُ منسوبٌ اِلٰى رسول الله وَ الْمَذْهَبُ منسوبٌ اِلَى المجتهدين۔

(دین اللہ کی طرف منسوب ہے اور ملّت رسول اللہ ؐ کی طرف منسوب ہے اور مذہب مجتہدین کی طرف منسوب ہے)

اسی لیے کہا جاتا ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الیک (۴۲ : ۱۳)

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَعَلٰی مَذْھَبِ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ (رحمہ اللہ)

لفظ شریعۃ قرآن پاک میں صرف ایک مقام پر آیا ہے اور وہ یہ ہے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰکَ عَلٰی شَرِیْعَۃٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْھَا وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّھُمْ لَنْ یُّغْنُوْا عَنْکَ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا ط وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝

(۴۵ : ۱۸ اور ۱۹)

(پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک خاص طریقے پر کر دیا ۔ سو آپ اسی طریقے پر چلے جائیے ۔ اور ان جہلاء کی خواہشوں پر نہ چلیے ۔ یہ لوگ خدا کے مقابلے میں آپ کے ذرا کام نہیں آسکتے اور ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں اور اللہ دوست ہے اہل تقوی کا ۔

صحابہ کرامؓ فرمایا کرتے تھے :

رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا ۔

ہم سب راضی ہوگئے اللہ کو اپنا رب حقیقی مان کر اور اسلام کو اپنا دین مان کر اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی مان کر ۔

اسلامی شریعت صرف قرآن وسنّت کی نصوص کا نام ہے ۔ ہر مکلّف پر بلا استثنا خدا اور رسولؐ کی اطاعت فرض ہے ۔ اور حتمی طور پر اس فرض کا تقاضا یہ ہے کہ ہر مکلّف ان احکام کو معلوم کرے جو قرآن مجید میں ہیں یا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر ہوئے خدا نے جو احکام ہمارے لیے بھیجے ہیں ان کا علم قرآن وسنّت کی نصوص کی طرف مراجعت، ان کو سمجھنے کے بعد ان سے احکام سے استفادہ، اور ان کے مقصود کی فہم سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر مکلف کو ان نصوص میں کوئی صریح حکم نہ ملے تو اجتہاد کا رُخ کرے ۔ جیسا کہ شارعؑ نے اس کا حکم دیا ہے ۔ شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے، اس کے عام اصولوں کی روشنی میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اس کے مقاصد اور مطالب کے سایے میں اجتہاد کرے۔ شریعت کے احکام سے واقفیت کا یہی ایک سیدھا راستہ ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس راستہ پر چلنے کے لیے علم کی ایک معین مقدار ضروری ہے اور ہر شخص کے حسبِ حال اور اس کے علم کے مطابق اس مقدار میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس حد کو پہنچ جائے۔ جو اس کو اجتہاد کے بلند مقام کا اہل بنا دیتی ہے۔

اگر کوئی مکلف اس طریقہ سے احکامِ شریعت جاننے سے عاجز و مجبور ہو پھر بھی اس پر ان احکام پر عمل کرنا فرض ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے لہٰذا وہ اہل علم سے اس واقعہ کے بارے میں حکم دریافت کرے جس کا حکم وہ معلوم کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ (۱۶:۴۳) اور (۲۱:۷)

(سو اگر تم کو علم نہیں تو اہل علم سے پوچھ لو)

اسلام میں فقہی مذاہب فقہ کے مختلف مکاتبِ فکر ہیں۔ یہ اپنے بانیوں کے نام سے معروف ہیں۔ ان کے یہ بانی بلند پایہ مجتہد تھے۔ ان کے علم، اجتہاد، نیکی اور تقویٰ کی ہر شخص شہادت دیتا ہے۔ ان مجتہدین نے اپنے ظن و گمان کے مطابق ہمیں قرآن و سنت میں خدا کے احکام (یعنی احکام شریعت) سے واقف کرایا ہے۔ یہ فقہی مکاتب اسلام کے حصے بخرے نہیں کرتے اور نہ ہی یہ مستقل ادیان ہیں جو دین اسلام کو منسوخ کرتے ہوں۔ یہ مذاہب اسلامی شریعت کی تفسیر، تعبیر اور تفہیم کی مختلف شکلیں ہیں۔ اس پر نگاہ ڈالنے کی یہ کئی کھڑکیاں ہیں بحث و نظر غور و فکر اور فہم و ادراک کے مختلف طریقے ہیں۔ استنباط احکام کے یہ مختلف علمی اسلوب ہیں اور ان سب کا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے احکام کی فہم تک رسائی ہے۔

ان فقہی مکاتب کے درمیان اختلاف سے ہمیں کبھی تنگ دل اور بد دل نہ ہونا چاہیے کیونکہ احکام کی فہم و استنباط میں اختلاف ایک فطری اور بدیہی امر ہے اس لیے کہ یہ انسانی عقل کے لوازم میں سے ہے۔ مختلف انسانوں کی عقلیں ان کے احساسات اور ان کی فہم کے درجے قطعی طور پر مختلف ہوتے ہیں۔ اس لیے استنباط و فہم احکام میں اختلاف ہونا بھی ناگزیر ہے۔ بلکہ ہم اس علمی و فقہی اختلاف پر فخر کرتے ہیں جس نے ہمارے لیے ایک عظیم الشان فقہی سرمایہ چھوڑا ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اختلاف فقہ کے بڑھنے اور اس کی زندگی کی دلیل ہے اور ان عظیم المرتبت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقہاء کی وسعتِ نظر کو تبلاتا ہے اور اس درخشاں اسلامی شریعت کی خدمت سرانجام دے کر انہوں نے جو اپنا فرض ادا کیا ہے اس پر یہ برہان قاطع ہے۔

تمام فقہی مکاتب اپنے ائمہ مجتہدین کے بنائے ہوئے اصولوں پر مبنی ہیں اور ایک خاص نظام اور ضابطے کے ساتھ منسلک ہیں۔ ہر مذہب میں اجتہاد احکام کے اپنے دلائل ہیں اور یہ دلائل اس مکتب کے اصول فقہ کے مطابق متعین کیے گئے ہیں۔ اس لیے کسی فقہی مذہب سے اپنے مفید مطلب باتیں اخذ کرلینا اور باقی کو چھوڑ دینا جائز نہیں۔ اس طرح اصولوں سے تصادم ہوگا اور خلافِ اصول بعض حرام چیزیں حلال ہو جائیں گی اور بعض حلال حرام۔

دورِ حاضر میں اجتماعی اجتہاد کی ضرورت ہے۔ تمدن کی ترقی سے جو نئے مسائل امت مسلمہ کو درپیش ہیں وہ انفرادی اجتہاد سے حل نہیں ہو سکتے۔ ان کے لیے بین الاقوامی سطح پر مسلمان فقہاء و مفکرین کی ایک ایسی مجلس کی ضرورت ہے جو پوری امت مسلمہ کی نمائندہ مجلس ہو اور پورے غور وخوض اور خلوص نیت کے ساتھ ان مسائل کا حل پیش کرے اور اپنی اس رائے کو امت کے ردّ و قبول پر چھوڑ دے۔ ایک مدت گزرنے کے بعد امت اسلامیہ خود بخود یا تو اس کو تسلیم کرے گی یا ردّ کر دے گی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق پوری امت کسی گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اجتہاد اور اجماع فطری طور پر دونوں ایک دوسرے سے مربوط ہیں اجتہاد کے بعد اس کے نتیجہ کو امت یا تو قبول کرلیتی ہے یا رد کر دیتی ہے اور یہ عمل فقہ اسلامی کے تشکیلی دور میں برابر جاری رہا۔ دورِ تقلید میں یہ سست پڑ گیا اور اب پھر اجتماعی اجتہاد کے ذریعے اس کو زندہ کیا جا سکتا ہے۔

احکام تین قسم کے ہیں :

۱۔ عقائد سے متعلق : انکی بحث علم توحید یا علم کلام میں ہوتی ہے۔

۲۔ اخلاق سے متعلق : ان کی بحث علم اخلاق یا علم تصوّف میں ہوتی ہے۔

۳۔ بندوں کے افعال سے متعلق : ان کی بحث علم فقہ میں ہوتی ہے۔

عام قوانین اور شریعت اسلامی میں ایک بنیادی فرق ہے۔

عام قوانین مخلوق کے وضع کردہ ہیں جبکہ شریعت کا وضع کرنے والا خالق کائنات ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے اصول و مبادی شروع میں قلیل و متفرّق شکل میں ہوتے ہیں۔ بعد میں جمع و تنقیح کا عمل جاری رہتا ہے۔ اس کے برعکس شریعت اسلامی کے اصول شارع علیہ السلام کے حیات طیبہ میں ایک کامل و شامل جامع و مانع اور مہذّب و منقّح شکل میں انسانیت کے لیے پیش کر دیے گئے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین میں نقص ہوتا ہے جو مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ تغیر و تبدّل کے مراحل سے گزرتے رہتے ہیں اس کے بالمقابل شریعت مکمل و اکمل صورت میں ہے جسے وقت کی رفتار بوسیدہ یا ناقابلِ عمل نہیں بنا سکتی۔

اسی طرح انسانوں کے بنائے قوانین کسی خاص قوم وقت اور ملک کے لیے ہوتے ہیں جو دوسری قوم وقت اور ملک کے لیے موزوں نہیں ہو سکتے۔ جبکہ شریعت اسلامی تمام انسانیت اور تمام زمانوں کے لیے ہے اور کسی قوم زمانے یا ملک سے مقید نہیں۔

(مقدمۃ التشریع الجنائی الاسلامی، ص ۱۴ تا ۲۴، الاوضاع التشریعیہ ص ۱۴۸ تا ۱۵۵ جلد اوّل :

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پاکستان میں اسلامائیزیشن کے عمل کا ایک جائزہ

جناب ڈاکٹر محمد امین

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ پاکستان کے قیام کا بنیادی مقصد ایک ایسی مملکت کا حصول تھا جس میں اسلام کی آفاقی تعلیمات کو عصری تناظر میں نافذ کیا جا سکے۔ نظریہ پاکستان اور دو قومی نظریہ اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ مسلمان اپنے بنیادی عقائد کی رو سے ایک الگ قوم ہیں جنہیں اپنے نظریۂ حیات کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے ایک الگ خطہ زمین کی ضرورت ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کا اظہار پاکستان کا تصور پیش کرنیوالے علامہ اقبال نے بھی کیا اور اس کے لیے کامیاب جدوجہد کرنے والے مسٹر جناح نے بھی پاکستان بننے سے پہلے بھی کیا اور بعد میں بھی۔ اس حقیقت کا تقاضا یہ تھا کہ پاکستان بنتے ہی معاشرے کو اسلامی بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے جدوجہد شروع کر دی جاتی اس غرض کے لیے پلاننگ ہوتی، ادارے قائم کیے جاتے ساری حکومتی مشینری اس کے لیے وقف ہوتی، مسلم عوام کو اس غرض کے لیے متحرک کیا جاتا لیکن افسوس کہ یہ سب کچھ نہ ہوا۔ یہ سب کچھ کیوں نہ ہوا اور کون اس کا کتنا ذمہ دار ہے؟ اس بحث کو فی الحال چھوڑیئے اور آئیے یہ دیکھیں کہ جو تھوڑا بہت کام ہوا ہے، اس کی نوعیت اور دائرہ کار کیا ہے؟ اس کے اثرات کیا ہیں؟ اور اب یہ کام احسن طریقے سے کیسے ہو سکتا ہے؟

اسلامائیزیشن کے عمل پر گفتگو سے پہلے اس امر کی تحدید ضروری ہے کہ اسلامائیزیشن کے لفظ سے ہماری مراد کیا ہے؟ اگرچہ بعض ایسے اصحابِ علم بھی ہیں جنہیں اسلامائیزیشن کے لفظ اور ترکیب سے چڑ ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اس کی بجائے نفاذِ اسلام یا نفاذِ شریعت کی اصطلاح استعمال

© rasailojaraid.com